ہمدردیوں کا شکریہ

احقر کی والدہ ماجدہ (اہلیۂ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ) کے سانحۂ ارتحال پر بہت سے مخلص حضرات اور بزرگوں نے تعزیتی خطوط سے نوازا اور بہت سے حضرات نے غریب خانہ پر تشریف لاکر اس غم واندوہ کے موقع پر تعزیت فرمائی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے اس ہمدردی و خلوص سے غمزدہ دل کو دلاسا ملا رب کریم ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سب حضرات کا فرداً فرداً خطوط کے ذریعہ شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں ہو سکا اس لئے ذریعۂ ہذا تمام حضرات کا شکریہ ادا کر رہا ہوں امید کہ اسی پر اکتفا فرمائیں گے۔

—— حق تعالیٰ اس تعلق و اخلاص کو قائم رکھے جو ہمارا قیمتی سرمایہ ہے۔

شکر گذار:

صاحبزادہ عمید الرحمن عثمانی

نگراں برہان و ندوۃ المصنفین دہلی

علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی فقہ حنفی کی تائید

اسباب اور ثمرات

از ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری، شعبہ عربی امر سنگھ کالج سری نگر کشمیر

(۲)

حضرت شیخ احمد سرہندی اور مدرسۂ ولی اللّٰہی

گو ہندوستان میں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت صوفیائے کرام اور مبلغینِ اسلام ہی کے ذریعہ ہوئی[۱] تاہم یہاں حنفی مسلک کو آخری دور کی[۲] دو نمایاں ترین شخصیتوں کی عظمت و جلالت سے استحکام ملا۔ ہماری مراد مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ

---

۵۰ ابن خلدون: ص ۳۸۸، مطبعۃ البہیۃ، مصر

۵۱ "ابتداء" مؤطا میں دس ہزار حدیثیں تھیں مگر امام صاحب نے سب کو قلم زد کر دیا۔ اب ۱۷۲۵ آثار ہیں جن میں مسند و مرفوع ۶۰۰، مرسل ۲۲۲، موقوف ۶۱۳ اور تابعین کے اقوال ۲۸۵ ہیں" مقدمہ اوجز المسالک ص ۲۸ بحوالہ محدثین عظام: مولانا تقی الدین ندوی، ص ۸۳

حضرت [illegible] مجددین کرام اصول دین [illegible]

حضرت مجدد صاحب نے [illegible] طرح حنفی [illegible]

[illegible] کے احکام میں بڑی شدید ثابت ہوئی۔ [illegible]

متشددین [illegible] جو وقت کے بلند مرتبہ علما تھے اپنے شیخ کے [illegible]

تھے امام اعظمؒ کے بارے میں حضرت مجددؒ کا ذاتی خیال یہ تھا کہ [illegible]

مجتہدین بھی عظمت و جلالت میں کچھ کم مرتبہ نہیں رکھتے لیکن امام صاحب کا [illegible]

بلند ہے:

چہ کنم کہ دیگراں را با وجود فرو تکمیل تقویٰ در جنب ابی حنیفہؒ برنگ [illegible]

می یابم[1]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ بھی حنفی مسلک کے مقلد تھے۔ [illegible]

کے وسطی دور میں تقلید کے بارے میں انھوں نے تجدیدی افکار پیش کئے (اس [illegible] تھا

جب وہ "تفضیل" کی طرف بھی مائل ہو رہے تھے) جس کا تقلید و جامد پر ضرب [illegible]

تھا جس نے عرصہ دراز سے مسلمانوں کو فکری جمود اور علمی افلاس میں [illegible]

سے دیکھا جائے تو یہ تجدیدی قدم بھی امام ابو حنیفہؒ کے جراءت اور فکر [illegible]

امام صاحب نے دین و شریعت میں فکر و نظر کو جو مقام و مرتبہ دیا تھا [illegible]

نے آخری ادوار میں لکیر کے فقیر بن کر اس سے منہ موڑا تھا اور حضرت شاہ صاحب [illegible]

نے اسی اندھی تقلید کو توڑنے کی کوشش کی۔ ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ مسلمانوں کو [illegible]

مجتہدین کی تقلید سے یکسر آزاد ہونے کی طرف راغب کیا جائے اور حضرت شاہ ولی اللہ

صاحبؒ جیسا عبقری فاضل اور بنیادی مصلح ہندوستانی مسلمانوں کو جن کے [illegible]

---

[1] مکتوبات: دفتر دوم، مکتوب ۵۵

[illegible] حل انتہائی پراگندہ تھا، ائمہ کرام کی تقلید سے بے نیاز ہو چکے [illegible] رکھتے تھے چنانچہ اسی دور میں بھی جب وہ تقلید میں سخت پیچھے [illegible] کی حکیمانہ [illegible] خطرات و مضرات کو صاف صاف بیان کیا، فرماتے ہیں:

ومما يناسب هذا المقام التنبيه على مسائل ضلت في بواديها الافهام وزلت الاقدام و طغت الاقلام منها ان هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من يعتد به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا، وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى لا سيما في هذه الايام التي قصرت فيها الهمم جدا واشربت النفوس الهوى واعجب كل ذي رأي برأيه[1]

اس مقام پر بعض ایسے مسائل پر جن میں بہت سے لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوئیں، قدم پھسل گئے اور قلم بے لگام ہوئے، تنبیہ کرنا مناسب ہوگا۔ ان میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ فقہ کے یہ چار مذاہب مرتب اور مدون صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں، ان کی تقلید پر تمام اُمت اور قابلِ اعتبار علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے جو آج تک برابر قائم ہے کیونکہ اس میں بہت سی ایسی مصلحتیں مضمر ہیں جو پوشیدہ نہیں ہیں بالخصوص اس زمانے میں جب کہ لوگوں کی ہمتیں کافی پست ہو گئی ہیں، ان کے دل نفسانی خواہشات سے بھر گئے ہیں اور ہر شخص کو اپنی رائے پر پندار ہے۔

---

[1] حجة الله البالغة ج ١، باب: في عدة امور مشكلة من التقليد واختلاف المذاهب وغيرهما۔

[illegible] کے لئے ہیں کی اصل ہدایت ملی [illegible]

جو [illegible] ہیں کہ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں:

عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ[1]

مجھے رسول اللہ ﷺ نے باخبر فرمایا کہ حنفی مذہب میں ایک عمدہ طریقہ ہے جو دیگر مذاہب فقہیہ کے مقابلے میں سنت معروفہ سے زیادہ مطابق ہے جو امام بخاری اور اُن کے تلامذہ کے عہد میں مرتب و منقح ہوئی۔

انہیں حرمین شریفین میں پیغمبر اکرم ﷺ سے جو فیوض و فتوحات براہ راست حاصل ہوئے تھے، اُن میں ایک وصیت یہ تھی:-

الوصاۃ بالتقلید بہذہ المذاہب الاربعۃ لا اخرج منہا۔[2]

آپ نے مجھے اِس بات کی وصیت فرمائی کہ میں مذاہب اربعہ سے باہر قدم نہ رکھوں۔

— غرض یہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی مسلک کے [illegible] مقلد رہے تھے اور اسے ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی تنظیم اور معاشرتی ڈسپلن کے لئے بہت ضروری سمجھتے تھے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جن کے بارے میں پروفیسر محمد حبیب لکھتے ہیں کہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے فکر و فلسفہ کے وسیع النظر

له فیوض الحرمین: ص ۳۸

۲ه عقد الجید: ص ۳۸

نا ہے حضرت شاہ صاحبؒ کے افادات اور نظریات کی روشنی میں صاف سامنے آگئے ہیں :

"ایسے لوگوں کو جو حنفی بننا نہیں چاہتے، شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کو ہندوستانیت سے خارج کر دیا ہے۔ انھیں کوئی حق نہیں کہ ہندوستانی معاملات میں دخل دیں۔" [1]

ایک دوسرے مقام پر مولانا سندھیؒ فرماتے ہیں :-

"ایسے عالم جن کو حنفیت پر اعتقاد نہ ہو اور وہ مذاہبِ اربعہ میں سے کسی مذہب کے پابند ہو کر نہ رہ سکیں اُن سے شاہ ولی اللہ نے تبری کی ہے۔" [2]

ان تاریخی حقائق کے باوجود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی مسلک کی وہ علمی خدمت انجام نہیں دے سکے جو بالآخر انہی کے دبستان سے وابستہ علماء کے حصے میں آئی۔

ہندوستان میں عدمِ تقلید کا رجحان

غدر نے ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاں سیاسی حیثیت سے ذلت وادبار کی

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سیاسی مکتوبات: پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی "مقدمہ" مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی — مولانا سندھیؒ کے بارے میں ایسا ہی خیال مولانا سید سلیمان ندویؒ نے بھی اپنے ایک مطبوعہ مکتوب میں ظاہر کیا ہے یہ مکتوب اُنھوں نے مولانا منظور صاحب نعمانی کو بھیجا تھا۔ مولانا ندوی کی مولانا سندھی کے بعض ذاتی افکار سے شدید اختلاف رکھتے تھے مگر اس کے باوجود اُنھوں نے کھلے دل سے فلسفۂ ولی اللہی میں ان کے تبحر و تعمق کا اعتراف کیا ہے۔

[2] امام ولی اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف: مولانا سندھیؒ: ص ۸۷ [3] ایضاً

بھی ہیں جو کہ [illegible] اپنے ساتھ [illegible]

اور عدمِ تقلید کے نام پر اسلافِ کرام سے عمومی بدظنی اور [illegible]

تحقیر و تنقیص عام ہو گئی جس کے نتیجے میں بعض نوجوان [illegible]

ان بیچے یہ حقیقت آنکھوں سے بالکل اوجھل ہو گئی کہ امتِ اسلامیہ کے [illegible]

مذاہبِ اربعہ میں سے کسی نہ کسی مسلک و مذہب کے مقلد تھے اور ان کی تقلید [illegible]

اعلیٰ مراتب و مقاصد حاصل کرنے کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئی تھی تاہم انگریز کے [illegible]

میں ان کے نام پر تقلید ایسی مبغوض اور معتوب چیز بن گئی تھی جس کے اختیار کرنے میں ساری

ذلتیں مستور سمجھی جاتی تھیں اور ترک کرنے میں ترقی ہی ترقی مضمر قرار دی جاتی تھی۔ اس سے

لازماً تقلید کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان بغض و عناد کی بدترین بیماری پھوٹ نکلی اور

مسلمان ہمیشہ کے لئے خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی تھا کہ [illegible]

علماء اور اکابرِ امت کھلی گالی گلوچ اور بے لگام بدزبانی کا نشانہ بن جاتے تھے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی

شخصیت نمایاں طور پر اس ظلم و زیادتی کا ہدف بنی ہوئی تھی۔ بانیٔ دار العلوم دیوبند حضرت

لہ حافظ ابن تیمیہؒ، قاضی شوکانیؒ اور شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ جیسے لوگ بھی ائمہ فقہا کے مقلد تھے۔ حافظ صاحبؒ اور شیخ نجدیؒ دونوں امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے۔ قاضی شوکانیؒ کے بارے میں نواب صدیق حسن خان مرحوم لکھتے ہیں کہ "مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہونے کے باوجود اپنی تالیفات میں کسی جگہ اثرِ مذہب ظاہر نہیں ہونے دیا الا ماشاء اللہ" اتحاف النبلاء: ص ۴۰۹۔ یہ دوسری بات ہے کہ علماء زمانہ باوجود اس حقیقت کے کہ وہ قاضی شوکانیؒ کے علم و فضل کے معترف تھے مگر ان کی تقلید کے بارے میں مختلف خیال رکھتے تھے۔ ان کی رائے تھی کہ قاضی شوکانی ائمہ کی تقلید سے منع کر کے اپنی تقلید کروانا چاہتے ہیں (ان الشوکانی .... ینکر علی تقلید الائمۃ ثم یرید ھو ان یدعوا الناس الی تقلیدہ) فیض الباری ۱۵۰؍۱ ص ۱۵۱۔

مولانا ... صاحب الاوّلی ایک جگہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اس توہین وتحقیر سے متعلق جس کو وہ کتاب "ترقی الاسلام" میں لکھتے ہیں:

"جس وقت امام صاحب کی توہین سنتا ہوں تو دل جل کر خاک ہو جاتا ہے۔"[1]

بعض لوگ احناف کو صاف الفاظ میں مباح الدم قرار دیتے تھے۔ مولانا سید عبدالحی حسنی صاحب بریلوی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے سفرنامہ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب نے کسی حنفی المسلک مسلمان کو مستحل الدم قرار دے کر اس کی بیوی سے نکاح کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ لرزا دینے والا واقعہ درج کرنے کے بعد مولانا مرحوم اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"یہ واقعہ سننے پر مجھے عورت کے نکال لانے پر اتنا تعجب نہ ہوا جتنا اس حنفی کو مستحل الدم سمجھنے پر، باوجودیکہ اس میں (حنفی مذہب میں) کچھ نہیں ہے۔"[2]

مولانا ممدوح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"مقلدین کی مساجد میں گوشت کے ٹکڑے اور دوسری ناپاک چیزیں رات کے وقت ڈال دی جاتی تھیں۔"[3]

اس طرح کے واقعات نقل کرنے کے بعد مولوی محمد الحسنی مرحوم لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث کا احناف سے بغض وعناد اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ اس نے اخلاقی اور انسانی حدود کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔"[4]

---

[1] بحوالہ سوانح قاسمی: مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ: ج ۲ ص ۲۲

[2] دہلی اور اس کے اطراف: ص ۵۹　　[3] ایضاً: ص ۹۹

[4] مولانا محمد علی مونگیری۔